مکتوب

بنام مولوی اشرف علی تھانوی

امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

دار الرضا

لاہور - پاکستان

Scanned by CamScanner

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب : ــــــــ اَبْحَاثِ اَخِیْرَہ

موضوع : مکتوبات بنام مولوی اشرف علی تھانوی مع علماء دیوبند کے دعوتِ مناظرہ کا مُدلّل و مُسکِت جواب

مصنف : ــــــــ اعلیحضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ

اشاعت : ــــــــ جمعۃ المبارک، ۷ اجمادی الاوّل ۱۴۲۴ھ

۱۸ جولائی ۲۰۰۳ء

طابع : ــــــــ اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز لاہور

صفحات : ــــــــ ۱۶

تعداد : ــــــــ گیارہ صد

ناشر : ــــــــ دارالرضا لاہور

قیمت : ــــــــ ۱۲ روپے

ملنے کا پتہ

مسلم کتابوی

دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور

فون: ۷۲۲۵۶۰۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ! اس فقیر بارگاہ غالب قدیر عز جلالہٗ کے دل میں کسی شخص نے نہ ذاتی مخالفت نہ دنیوی خصومت، مجھے میرے سرکار ابد قرار حضور پُرنور سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اپنے کرم سے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو ایسوں کے حال سے خبردار رکھوں جو مسلمان کہلا کر اللہ واحد قہار جل جلالہ اور محمد رسول اللہ ماذون مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس پر حملہ کریں تاکہ میرے عوام بھائی مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ان ذِئَابٌ فِیْ ثِیَابٍ کے جبّوں، عماموں، مولویت، مشیخت کے مقدس ناموں قَالَ اللّٰهُ قَالَ الرَّسُوْلُ کے روغنی کلاموں سے دھوکے میں آکر شکار گرگاں خونخوار ہو کر معاذ اللہ سقر میں نہ گریں یہ مبارک کام بحمد المنعام اس عاجز کی طاقت سے بدرجہا خوب تر و فزوں تر ہوا، اور ہوتا ہے، اور جب تک وہ چاہے گا ہوگا۔ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اس سے زیادہ نہ کچھ مقصود نہ کسی کی سب وشتم و بہتان و افتراء کی پرواہ میرے سرکار نے مجھے پہلے ہی سنا دیا تھا۔

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

بے شک ضرور تم مخالفوں کی طرف سے بہت کچھ برا سنو گے اور اگر صبر و تقویٰ کرو تو وہ بڑی ہمت کا کام ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یہ زبانی ادّعا نہیں۔ میری تمام کارروائیاں اس پر شاہد عدل ہیں، موافق اور مخالف سب دیکھ رہے ہیں کہ امر دین کے علاوہ جتنے ذاتی حملے مجھ پر ہوئے کسی کی اصلاً پرواہ نہ کی۔ اصحاب فقیر نے آپ کی طرف سے ہر قابل جواب اشتہار کے لاجواب جواب دیئے جو بحمدہٖ تعالیٰ لاجواب رہے مگر جناب کے مہذب عالم مقدس متکلم مولوی

Scanned by CamScanner

مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی چاندپوری کے کمال شُستہ وشائستہ دُشنام نامے (بریلی چیپ شاہ گرفتار) کی نسبت قطعی ممانعت کردی جس کا آج تک اُدھر والوں کو افتخار ہے کہ ہمارا اگالی نامہ لاجواب رہا۔ گرامی منش مولوی ثناء اللہ امرتسری ممکن وموجود میں فرق نہ جان سکے۔ مقدوراتِ الٰہیہ کو موجودات میں منحصر ٹھہرایا۔ علمِ الٰہی کے نامحدود ہونے میں اپنے آپ کو متائل بتایا اور جاتے ہی رمضان جیسے مبارک مہینہ میں برعکس چھاپ دیا۔ میں ہرا آیا۔ ادھر اس پر بھی التفات نہ ہوا۔ عاقلاں خود میدانند پر اکتفا کیا۔ یہاں تک وقائع مکہ معظمہ میں کیسے کیسے معکوس اور مصنوع اکاذیب فاجرہ اخباروں میں کس آب وتاب سے چھپا کیے۔ ہر چند احباب کا اصرار رہا۔ فقیر اتنا ہی شائع کرتا ہے کہ "یہ جھوٹ ہے" اتنا بھی نہ کیا پھر جب چند ہی روز میں حضرات کے جھوٹ کُھل گئے اور واحد قہار کے زبردست ہاتھوں نے ان کے منہ میں پتھر دے دیے۔ اس پر بھی میں نے اتنا نہ کہا کہ "کیسا آپ صاحبوں کا جھوٹ کُھلا"۔ ایسے وقائع بکثرت ہیں اور اب جو صاحب چاہیں امتحان فرمالیں۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْعَزِیْز ذاتی حملوں پر کبھی التفات نہ ہوگا۔ سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے کہ عزتِ سرکار کی حمایت کروں نہ کہ اپنی۔

میں تو خوش ہوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، افتراء کرتے، بُرا کہتے ہیں اتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی، منقصت جوئی سے غافل رہتے ہیں میں چھاپ چکا اور پھر لکھتا ہوں میری آنکھ کی ٹھنڈک اسمیں ہے کہ میری اور میرے آبائے کرام کی آبروئیں عزتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سپر رہیں۔ اللّٰھم اٰمین۔

تَذکَارات

۱۔ آپ جانتے ہیں اور زمانہ پر روشن ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ سالہا سال سے کس قدر رسائلِ کثیرہ عزیزہ آپ اور آپ کے اکابر جناب مولوی گنگوہی صاحب وغیرہ کے رَدّ میں ادھر سے شائع ہوئے اور بحمدہٖ تعالیٰ ہمیشہ لاجواب رہے۔

۲۔ وہ اور آپ صراحتہً مناظرہ سے اِستِعفاء دے چکے۔

۳۔ سوالات گئے جواب نہ ملے، رسائل بھیجے، داخل دفتر ہوئے، رجسٹریاں پہنچیں مُنکر

ہو کر واپس فرمادیں۔

۴۔ اخیر تدبیر کو دیو بند جلسہ میں ان رئیسوں کے ذریعہ سے جن کا جناب پر بار ہے، تحریک کی، اس پر بھی آپ ساکت ہی رہے۔

۵۔ رئیسوں کا دباؤ تھا، ناچار دفعۂ وقتی کو دہی چاندپوری صاحب آپکے وکیل بنے فقیر نے اپنے خط و قلم سے جناب کو رجسٹری شدہ کارڈ بھیجا۔ پھر کیا آپ مناظرۂ معلومہ پر آمادہ ہوئے؟ کیا آپ نے چاندپوری صاحب کو اپنا وکیل مطلق کیا؟ سات مہینے سے زائد گزر گئے۔ آپ نے اس کا بھی جواب نہ دیا۔ ظاہر ہے کہ اگر آپ واقعی آمادہ ہوئے ہوتے، واقعی آپنے وکیل کیا ہوتا تو ہاں لکھ دینا دشوار نہ ہوتا۔ مردانہ وار اقرار سے فرار ہوتا یہ ہے وہ فرضی لایعنی غیر واقع بے بیہقی معاہدہ، جس سے عُدُول کا ادھر الزام لگایا جاتا ہے۔ سبحان اللہ! اپنے وکیل بالادعا کی وکالت آپ نہ مانیں اور عُدُول جانب خصم سے جانیں۔ ہاں! جناب تو نہ بولے۔ سولہ دن بعد انہیں آپکے مؤکل صاحب نے لب کھولے کہ ہم جو رئوسا کے سامنے اپنے مُنہ آپ ہی دعویٰ وکالت کر چکے ہیں۔ اب جناب تھانوی صاحب سے دریافت کرنا، ذلت اور رسوائی، گردن کا طوق، ناپاک چالیں، بے شرمی کے حیلے ہیں۔ ملاحظہ ہو ان کا شریفانہ مہذب خط مورخہ ۲۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۸ھ جو انکی اعلیٰ تہذیبوں سے نمونہ خرِدوار[1] ہے۔ یہ خطاب محض اس جرم پر ہیں کہ تھانوی صاحب سے ہماری وکالت کا کیوں اِستِفسار کیا۔ انکے قبول و عدم پر کیوں موقوف رکھا۔ ہمارا زبانی ادعا کیوں نہ مان لیا۔ جناب تھانوی صاحب لاکھ نہ مانیں۔ ہم جو انکے وکیل بن بیٹھے ہیں۔ انہیں ماننا، بے شرمی کا حیلہ ہے ناپاک چال ہے، ذلت ہے، رسوائی ہے، طوق و بال ہے۔ جناب تھانوی صاحب آپ اپنے موکل یعنی خود ساختہ وکیل صاحب کی بابت خود ہی فیصلہ فرما سکتے ہیں۔ آج تک ایسی وکالت کسی غیر مجنون کے نزدیک قابل قبول ہوئی یا کوئی عاقل ایسے حضرات سے خطاب روا رکھے گا؟

۶۔ جلسۂ دیو بند کے بعد جناب مولوی گنگوہی صاحب کے ایک شاگرد رشید مولوی علی رضا مودی نے آپ حضرات سے مناظرہ کر لینے کی تحریک کی۔ انہیں فوراً لکھا گیا۔ یہاں تو برسوں سے یہی درخواست ہے۔ جناب گنگوہی صاحب اپنی راہ گئے۔ جناب تھانوی صاحب بھی انہیں کی راہ پر مُہر بَرلَب ہیں۔ آپ ہی ہمت کیجئے اور تھانوی صاحب سے جواب

[1] خرِدوار سے: انبار، گدھے کا بوجھ۔

لادیجئے۔ اس کے پہنچنے پر ان صاحب نے بھی ہمت ہاردی۔

۷۔ اذناب جناب کے افتراء اعظم پر مسلمانوں نے پانچسو روپے نقد کا اشتہار دیا اور آپ کو رجسٹری بھیجا۔ آپ نہ جواب دے سکے نہ ثبوت۔

۸۔ دوسرے اشد افتراء نامہ پر تین ہزار روپے کا اشتہار آپ کو دیا اور رجسٹری بھیجا۔ اگر تمام جماعت سے کچھ بن پڑتی تو اپنے مدرسۂ دیوبند کے لیے اتنی بڑی رقم نہ چھوڑی جاتی، مگر نہ جواب ہی ممکن ہوا نہ ثبوت، ناچار چارۂ کار وہی سکوت۔

۹۔ یہ مانا کہ جب جواب بن ہی نہ پڑے تو کیا کیجئے؟ کہاں سے لائیے؟ کس گھر سے دیجئے؟ مگر والا جناب! ایسی صورتوں میں انصاف یہ تھا کہ اپنے اتباع کا منہ بند کرتے معاملہ دین میں ایسی ناگفتنی حرکات پر انہیں لجاتے، شرماتے۔ اگر جناب کی طرف سے ترغیب نہ تھی تو کم از کم آپکے سکوت نے انہیں شہہ دی یہاں تک کہ انہوں نے "سیف النقی" جیسی تحریر شائع کی جس کی نظیر آج تک کسی آریہ یا پادری سے بن نہ پڑی یعنی میرے رسائل قاہرہ کے قرض اتارنے کا یہ ذریعہ شنیعہ ایجاد کیا کہ میرے والد ماجد و جد امجد و پیر و مرشد قدست اسرارہم و خود حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اسمائے طیبہ سے کتابیں گھڑلیں۔ انکے نام نہاد مطبع تراش لیے فرضی صفحوں کے نشان سے عبارتیں تصنیف کرلیں جس کی مختصر جدول یہ ہے:۔

نام کتاب	اسمائے طیبہ مفتری علیہم	مطبع تراشیدہ	صفحہ تراشیدہ	خلاصہ عبارت تراشیدہ	صفحہ افتراء
ہدایۃ البریہ	والد ماجد قدس سرہ	لاہور	۱۳	مسئلہ علم غیب	۱۱
〃	〃	〃	۴۱	مسئلہ تبدیل گورستان بحمایت گنگوہی صاحب	۲۰
تحفۃ المقلدین	حضرت خاتم المحققین	صبح صادق سیتاپور	۱۵	تعریف جناب گنگوہی	۳
ہدایۃ الاسلام	حضرت قدوۃ السالکین جد امجد قدس سرہ	〃	۳۰	مسئلہ علم غیب خاص بحمایت تھانوی صاحب	۱۱
تحفۃ المقلدین	جد امجد قدس سرہ	لکھنؤ	۱۲	تبدیل گورستان بحمایت گنگوہی	۲۰

Scanned by CamScanner

خزینۃ الاولیاءٔ	اعلیحضرت سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہٗ	کانپور	۱۵	مسئلہ علم غیب خاص بحمایت تھانوی	۱۱
ملفوظات	〃	مصطفائی	۱۷	تبدیل گورستان بحمایت گنگوہی	۲۱
مرآۃ الحقیقۃ	حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ	مصر	۱۸	مسئلہ علمِ غیب	۱۴

اور بے دھڑک لکھدیا کہ تم یہ کہتے ہو اور تمہارے اکابر اپنی ان کتابوں میں ان مطابع کی مطبوعات میں ان صفحوں پر یہ فرماتے ہیں حالانکہ ان کتابوں کا جہان میں وجود نہ ان مطابع کا کہ کسی مطبع میں چھپیں۔ نہ ان حضرت نے تصنیف فرمائیں۔ نہ حوالہ دہندہ کے فرض و تراش کے باہر آئیں جرأت پر جرأت یہ کہ صفحہ ۲۰ پر جو فرضی مطبع لاہور کی خیالی ہدایۃ البریۃ سے ایک فتویٰ گھڑا اسکے آخر میں حضرت خاتم المحققین قدس سرہٗ کی مُہر بھی دل سے تراش لی جس میں ۱۳۰۱ھ لکھے۔ حالانکہ حضرت والا کا وصال شریف ۱۲۹۷ھ میں ہو چکا۔ حضرات کی حیا یہ سخت گندہ افترائی رسالہ جناب کے مدرسہ دیوبند سے شائع ہوا۔ صاحب مطبع کا بیان ہے کہ آپ کے ایک متکلم مصنّف مولوی صغیر حسین صاحب دیوبندی نے چھپوایا۔ آپ کے وکیل مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی اپنے ایک خط میں اسے افتخاراً پیش کیا کہ تحریریں بھی اب آپکی حقیقت دیکھنی ہے۔ سیف النقی طبع ہو چکا ہے ملاحظہ سے گزرا ہوگا (ملاحظہ ہو خط ۳۰ ربیع الآخر ۲۶ھ) جب حیاء دین وغیرت و دیانت و عقل و انسانیت کی نوبت یہاں تک مشاہدہ ہوئی ہر ذی فہم نے جان لیا کہ بحث کا خاتمہ ہو گیا حضرات سے مخاطبہ کسی عاقل کا کام نہ رہا۔ الحمد للہ کتب و رسائل فقیر تو ۳۶ سال سے لاجواب ہیں۔ اصحاب و احباب فقیر کے رسائل بھی بعونہٖ عز جلالہٗ لاجواب ہی رہے۔ ادھر کے تازہ رسائل "ظفر الدین الطیب" و "کین کش پنجہ پیچ" و "بارش سنگی"، "پیکان جانگداز" و "العذاب البئیس" اور ضروری نوٹس و نیاز نامہ و کشف راز و اشتہار چہارم و پنجم و ہفتم و ہشتم" ہی ملاحظہ فرمائیے۔ کس سے جواب ہو سکا؟ انکے اعتراضوں مواخذوں اور مطالبوں کا، کس نے فرض ادا کیا۔ بات بدل کر ادھر ادُھر کی مہمل لچر اگر ایک آدھ پرچے میں کسی صاحب نے کچھ فرمائی۔ اس کا جواب فوراً شائع ہوا کہ پھر ادھر مُہرِ سکوت لگ گئی والحمد للہ۔

رَبُّ الْعَالَمِیْنَ مگر آپ کی یہ تدبیر حضرات کو ایسی سوجھی جس کا جواب ایک میں اور میرے اصحاب کیا تمام جہان میں کسی عاقل سے نہ ہو سکے۔ غریب مسلمان اتنی حیاء و غیرت ایسی بے تکان جرأت اتنی بیباک طبیعت کہاں سے لائیں کہ کتابیں کی کتابیں دل سے گھڑ لیں انکے مطبع تراش لیں انکی عبارتیں ڈھال لیں اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سر بازار چھاپ دیں کہ فلاں چھاپے کی فلاں کتاب فلاں صفحہ پر جناب مولوی گنگوہی صاحب نے لکھا ہے کہ تھانوی صاحب کافر ہیں۔ فلاں مطبع کے فلاں رسالے فلاں سطر میں جناب مولوی تھانوی صاحب نے فرمایا ہے کہ گنگوہی صاحب مرتد ہیں۔ جو اتنا ہوئے، وہ حضرات سے مخاطبہ کا نام لے اور واقعی سوا اس طریقے کے اور کر ہی کیا سکتے تھے کہ حضرات ۳۶ سال کے کتب رسائل کے بار سے سبکدوش ہوتے

وقتِ ضرورت گر نماند گریز دست بگیرد سرِ شمشیر تیز

۱۰۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! حق تمام جہان پر واضح ہو گیا اور ہر عاقل اگرچہ مخالف ہو خوب سمجھ گیا کہ کس نے مناظرہ سے برسوں فرار کیا۔ کس نے ہر بار مقابلہ و جواب سے انکار کیا، کون اتنا عاجز آیا کہ حیاء و انسانیت کا یکسر پردہ اٹھا یا اور مرتا کیا نہ کرتا کہ اس طرف چال بڑا یا آیا جو آج تک کسی منکرِ اسلام کو بھی اسلام کے مقابل نہ سوجھی۔ مسیلمہ ملعون نے جوابِ قرآن عظیم کے نام سے وہ کچھ ناپاک خباثتیں ہزل فحش لغو جہالتیں بکیں مگر یہ اسے بھی نہ بن پڑی تھی کہ کچھ آیتیں سورتیں گھڑ کر قرآن عظیم ہی کی طرف نسبت کر دیتا کہ مسلمانو! تم تو یوں کہتے ہو اور تمہارے قرآن میں یہ لکھا ہے۔ یہ خاتمہ کا بند اس اخیر دور میں "مدرسہ عالیہ دیوبند" اور اسکے ہوا خواہوں ہی کا حصّہ تھا۔ بایں ہمہ آپ کے بعض بیچارے نافہم عوام یہ امید کیے جاتے ہیں کہ آپ مناظرہ فرمائیں گے اسی کے متعلق اب تازہ شگوفہ نے خورجہ سے خروج کیا ہے جو آپ کے کسی خلیفہ گلّن صاحب کا کھلایا ہوا ہے اگرچہ یہاں صدہا بار کا تجربہ ہے کہ آپ نہ بولے نہ بولیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں لکھ کر چھاپی تھیں وہ چھاپ چکے اور بار بار چھاپی جا رہی ہیں۔ اس پر مسلمانانِ عرب و عجم مطالبہ کریں آپ کو کیا غرض پڑی ہے کہ جواب دیں کتنی بار خود آپ سے مطالبے ہوئے جواب غائب۔ جلسہ دیوبند میں خط بھیجا، جواب غائب۔ تصدیق و کالت کے لیے رجسٹری گئی، جواب غائب۔ آپ کے یہاں کے شاگرد مودی ہمکے۔ ان کو متوسط کیا۔ جواب غائب۔ جناب شیخ بشیر الدین وغیرہ رؤسائے میرٹھ

کو متوسط کیا۔ جواب غائب۔ جب آپ کے آقایانِ نعمت کی وساطت پر بھی آپ نے جواب نہ دیا، تواب خورجہ والے آپ کو بلوالیں۔ یہ اُمید موہوم۔ بہت اچھا۔ ہزار بار گنا بھُول گئے ایک بار پھر سہی۔ آپ کے معتقدین خورجہ نے آپ حضرات کے اقوال سے ناتجربہ کاری یا اپنی سادگی سے لکھ دیا کہ جو صورت یہ فقیر بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پسند کرے منظور ہے۔ بہت خوب ادھر سے کتنے بار اصول اور اہم شرائط مناظرہ کی تصریح ہو چکی اور تعیّنِ مباحث کی گنتی ہی نہیں فقیر نے جو خط جلسۂ دیوبند میں بھیجا۔ اس میں بھی انکی یاددہانی تھی۔ ظفر الدین الطیّب و ضروری نوٹس ملاحظہ ہواور ان سوالوں کا جواب صاف صاف خاص اپنے قلم و مُہر و دستخط سے عطا ہو۔ تمام اشتہاروں تمام مطالبوں میں اگرچہ آپ کو کافی ووافی مہلتیں دیں اور ہمیشہ بے کار گئیں کہ آپ تو اپنے ارادوں جیتے جی تک مہلت لیے ہوئے ہیں پھر بھی ربط ضبط کے لیے تعیّنِ مدت لازم ہے۔ یہ سوالات کچھ غور طلب نہیں، تھوڑی عقل والا بھی اِن پر فوراً ہاں یا ناں کہہ سکتا ہے مگر بلحاظ استعداد جناب شرعی مہلت کہ ابلاغ اَعذار کے لیے معین ہے پیش کش اور وصول خط سے تین دن کے اندر ہر سوال کا معقول جواب صاف صریح تحریری مُہری عنایت ہو۔ یہ آخری بار ہے۔ اس دفعہ بھی پہلو تہی فرمائی تو جن کو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ اقدس میں ملایا انہی میں آپ کو ملا دینے کی ہمارے لیے اجازت ہے۔

اِستفسارات

۱۔ توہین اور تکذیب خدا اور رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الزامات قطعیہ جو مدتوں سے آپ اور آپ کے اکابر جناب مولوی گنگوہی و نانوتوی صاحبان پر ہیں کیا آپ ان میں اس فقیر سے مناظرہ پر آمادہ ہیں یا ہونا چاہتے ہیں؟

۲۔ کیا آپ بحالت صحت نفس وثبات عقل بطوع و رغبت بلا جبر و اکراہ اقرار فرماتے ہیں کہ حسام الحرمین و تمہید ایمان و بطش غیب وغیرہ کے سوالات و اعتراضات کا جواب بالمواجہ مُہری و دستخطی دیتے رہیں گے۔ یوں ہی ان جوابات پر جو سوالات و رَدّ پیدا

ہوں اُن کا یہاں تک کہ مناظرہ انجام کو پہنچے اور بفضلہ تعالیٰ حق ظاہر ہو۔

۳۔ کیا آپ اسی پر اکتفا فرمائیں گے یا حسب ترتیب مذکور ظفر الدین الطیب اس کے بعد سُبحان السُّبوح و کوکبہ شہابیہ وسل السیوف وغیرہا میرے رسائل کے مطالبات سے اپنے اکابر گنگوہی صاحب و اسماعیل دہلوی صاحب کو سبکدوش کریں گے؟

۴۔ اگر آپ اپنے ہی اقوال کے ذمہ دار ہوں اور اپنے اکابر جناب گنگوہی و نانوتوی و دہلوی صاحبان پر سے دفع کفر و ضلال کی ہمت نہ فرمائیں، تو اتنا ارشاد ہو کہ یہاں دو فریق ہیں۔ اوّل مسلمانانِ اہلسنّت عرب و عجم، دوم صاحبانِ مذکور گنگوہ و نانوتہ و دہلی مع الاتباع والاذناب و من بلی۔ جناب اگر فریق اول سے ہیں تو اَلحَمدُ لِلّٰہِ ذٰلِکَ مَاکُنَّا نَبغِ تحریر فرما دیجئے کہ میں جنابانِ گنگوہی و نانوتوی و دہلی سے بری ہوں وہ اپنے اقوال و کفر و ضلال و توہین و تکذیب ربّ ذوالجلال و محبوب ذی الجمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باعث ویسے ہی ہیں جیسا ان کو علمائے حرمین شریفین لکھتے آئے اور جیسا ان کی نسبت حسام الحرمین و فتاویٰ الحرمین وغیرہما میں لکھا ہے۔ اس وقت بلاشبہ ان کے اقوال کا مطالبہ آپ سے نہیں ہو سکتا بلکہ آپ خود بھی ان کے اتباع و اَذناب سے مطالبہ و مؤاخذہ میں شریک ہوں گے اور اگر جناب فریق دوم سے ہیں تو ان کے اقوال خود آپ کے اقوال ہیں پھر جواب مطالبات سے پہلوتہی کیا معنی؟ اور ظاہر اس کا مظنّہ نہیں کہ جناب فریقین سے جدا ہو کر کسی تیسرے طائفہ مثلاً رافضی، خارجی، قادیانی نیچری وغیرہ میں اپنے آپ کو گنیں اور بالفرض ایسا ہو تو اس کی تصریح فرما دیجئے۔ یوں بھی اس مطالبہ سے آپ کو برائت ہے۔

۵۔ واقعی آپ نے اپنے یہاں کے متکلم اکبر چاندپوری صاحب کو جلسہ دیوبند میں مناظرہ مذکورہ کے لیے اپنا وکیل مطلق و مختار عام کیا تھا یا انہوں نے محض جھوٹ مشہور کر دیا؟ بر تقدیر اوّل کیا سبب کہ اسی کی تصدیق کے لیے جو کارڈ رجسٹری شدہ گیا آج جناب کو آٹھواں مہینہ ہے کہ جواب نہ دیا۔

۶۔ وہ آپ نے وکیل کیا یا چاندپوری خود بن بیٹھے؟ بہر حال آپ سے اسکی تصدیق

Scanned by CamScanner

چاہنا ویسا ہی جُرم اور انہیں مہذب خطابوں کا مستحق ہے جو چاندپوری صاحب نے تحریر فرمائے یا ان کا وہ زعم محض ہذیان و مکابرہ و بے عقلی و جنون و زبان درازی و دریدہ دہنی ہے۔ بر تقدیر اوّل شرع، عقل، عرف، کس کا قانون ہے کہ زید جو محض اپنی زبان سے وکیلِ عمرو ہونے کا مدعی ہوا۔ اسی قدر سے اس کی وکالت ثابت ہو جائے اور تصرفات وہ جو عمرو کے مال و اہل میں کرے نافذ و تام قرار پائیں اگرچہ عمرو ہرگز اس کی توکیل کا اقرار نہ دے۔ بر تقدیر ثانی کیا ایسا شخص کسی عاقل کے نزدیک قابل خطاب علوم خصوصًا مسائلِ اصولِ دینیہ ہو سکتا ہے یا مردود و مطرود نالائق مخاطبہ ہے؟

۷۔ سیف النقی کی نسبت بھی ارشاد ہو۔ آخر آپ بھی اللہ واحد قہار کا نام تو لیتے ہیں اسی واحد قہار جبار کی شہادت سے بتائیے کہ یہ حرکات جو آپ کے یہاں کے علماء مناظرین کر رہے ہیں صاف و صریح ان کے عجز کامل اور نہایت گندی حملہ بزدل کی دلیل روشن ہیں یا نہیں؟

۸۔ جو حضرات ایسی حرکات اور اتنی بے تکلف اختیار کریں جو ان کو چھپوائیں، بھیجیں، بانٹیں، شائع اور آشکارا کریں جو اُن کو پیش کریں۔ حوالہ دیں ان پر افتخار کریں جو امور مذکورہ کو روا رکھیں۔ ترک انسداد و انکار کریں کسی عاقل کے نزدیک لائق خطاب ٹھہر سکتے ہیں؟ یا صاف ظاہر ہو گیا کہ مناظرہ آخر ہو گیا۔ مناظرہ مناظرہ کا جھوٹا نام لینے والے بے روح پھڑکتے بے جان سسکتے ہیں۔ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی۔

۹۔ اس واحد قہار جلیل و جبّار کی شہادت سے یہ بھی بتا دیجئے کہ وہ رسالہ ملعونہ جو خاص جناب کے مدرسہ دیوبند سے اشاعت ہو رہا ہے اور جس کے آخر میں آپ کے دیوبندی مولوی کا اعلان لکھا ہے کہ بندہ کی معرفت رسالہ "سیف النقی علی راس الشقی" بھی مل سکتا ہے قیمت ۲؍ آنہ۔ اور مولانا محمد اشرف علی صاحب وغیرہ بزرگانِ دین کی جملہ تصانیف بھی مل سکتی ہیں۔ راقم بندہ سید اصغر حسین عفی عنہٗ مدرسۂ اسلامیہ دیوبند ضلع سہارنپور۔

اس اشاعت کی آپ کو اطلاع تو ظاہر مگر اس میں آپ کا شُوری ہی نہیں۔ آپ کی شرکت ہے یا نہیں، نہیں تو آپ کی رضا و رغبت ہے یا نہیں، نہیں تو آپ کو سکوت اور سکوت کا

Scanned by CamScanner

محصل اجازت ہے یا نہیں ؟ نہیں تو آپ نے کیا انسداد کیا ؟ اور اس میں اپنی پوری قدرت صرف کی یا بے پرواہی برتی ؟ بر تقدیر اول اثر کیوں نہیں ہوتا ؟ بر تقدیر ثانی یہ بھی نیم اجازت ہے یا نہیں ؟

۱۰۔ اُسی عزیز، مقتدر، منتقم، متکبر عز جلالہ کی شہادت سے یہ بھی حسبۃً للہ فرما دیجئے کہ حالات و مقالات جو ظفر الدین الجید تا اشتہار ہشتم از نامۂ حاضرہ مسمّٰی بہ "ابحاث اخیرہ" میں مذکور ہوئی سب حق و ثواب ہیں یا ان میں سے کون سا خلافِ واقع ہے ؟ اور جب سب حق ہیں تو مناظرہ کا طالب کون رہا اور برابر فرار بر فرار، گریز بر گریز پر کس نے اقرار کیا ؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا۔ رَبِّ احْکُمْ بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ط

جناب مولوی تھانوی صاحب یہ دس سوال ہیں صرف واقعات یا آپ کے ارادہ و ہمت سے استفسار یا صاف واضحات جن کا جواب ہر ذی عقل پر آشکار۔ بایں ہمہ جواب میں جناب کو تین دن کی مہلت دی گئی، اگر جناب کے نزدیک یہ بھی کم ہے تو بے تکلف فرما دیجئے آپ جس قدر چاہیں فقیر توسیع کرنے کو حاضر ہے مگر جواب خود دیجئے۔ اب وکالت کا زمانہ گیا وُکلا کا حال کھل گیا۔ مدتوں جناب کو اختیار توکیل دیا کہ آپ گھبراتے ہیں تو جسے چاہے اپنے مہر و دستخط سے اپنا وکیل بنائیے۔ بار بار رسائل و اشتہارات میں اس کی تکرار کی مگر آپ نے خاموشی ہی اختیار کی اور بالآخر چاندپوری صاحب محض بزور زبان خود بخود آپ کے وکیل بنے جس کا انجام وہ ہوا۔ کیا آپ عالم نہیں۔ کیا آپ وضوح حق نہیں چاہتے، کیا آپ ان کلمات کے قائل نہیں، کیا آپ پر خود اپنا تبریہ لازم نہیں ؟ آپ دوسروں کا سہارا چھوڑیئے اور اللہ کو مان کر تحقیق حق سے منہ نہ موڑیئے۔ حیرانی و پریشانی میں عوام معتقدین کا دَم نہ توڑیئے۔ ہاں ہاں ! آپ سے مطالبہ ہے، آپ پر مواخذہ ہے، جواب دیجئے، اور آپ جواب دیجئے۔ اپنے قلم و خط سے دیجئے۔ اپنے مُہر و دستخط سے دیجئے، ورنہ صاف انکار کر دیجئے کہ عوام کی چپقلش تو جائے۔ حق اہلِ فہم پر ظاہر ہو چکا ہے۔ آپ کے ان معتقدین پر بھی وُضُوح پائے پھر ان میں سے جسے توفیق ہو ضلالت چھوڑ کر ہدیٰ پر آئے۔

Scanned by CamScanner

واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولینا وناصرنا ومأونا محمد آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔ والحمدللہ ربّ العالمین

دستخط

فقیر احمد رضا خاں قادری عفی عنہ

آج بستم ذی القعدہ ۱۳۲۰ھ روز چہار شنبہ کو فقیر نے خود لکھا اور میری مُہر دستخط سے اَمضَا ہوا۔

کاش یہ بات اُسی وقت طے ہو جاتی

ایک تاریخی خط

(بافاضہ حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں بریلوی مدظلہ العالی)

علمائے دیوبند کی وہ دین سُوز عبارتیں جن پر سارا عرب و عجم چیخ اٹھا تھا دُنیا کے بڑے بڑے علمائے کرام و مفتیانِ عظام و مشائخ ذوی الاحترام و عوام لرز گئے تھے۔ ہر دردمند مخلص تڑپ رہا تھا کہ کسی صورت یہ فتنہ ختم ہو اور ملّتِ اسلامیہ سکون و اطمینان کا سانس لے۔

دین اور ملّتِ اسلامیہ میں فتنہ اور افتراق کی یہ ہولناک آگ ایسی نہ تھی جس پر مجدّدِ اعظم احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ خاموش تماشائی رہتے۔ اسلام کا انتہائی درد مسلمانوں کی دنیا و آخرت کی تباہی کا خوف اور آپ کے منصب کی ذمہ داری نے آپ کو مضطرب و بے چین کر دیا۔ علمائے دیوبند کو دعوت پر دعوت دی۔ بہت سے مطبوعہ و غیر مطبوعہ خطوط لکھے رجسٹریاں بھیجیں کہ اے اللہ کے بندو! تمہاری ان

عبارتوں سے اسلام کی بنیادوں پر ضربیں لگی ہیں مسلمان سخت مشکلات میں پھنس گیا ہے۔ دُنیا کے ساتھ اس کی آخرت بھی برباد ہو رہی ہے آؤ، ہم تم بیٹھ کر اس معاملہ کو صاف کر لیں اور اس راہ کو اختیار کریں جو اسلام کا عین منشاء اور مسلمانوں کے لیے صراطِ مستقیم ہو۔

مگر افسوس کہ اکابر دیوبند نے یا تو اس سے اجتناب کیا یا اگر وعدے بھی کئے تو ایفا نہ کر سکے۔ خجالت اور شرمندگی دامن گیر رہی۔

علمائے دیوبند کی اس روش کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت کے اندیشوں کے مطابق یہ فتنہ آج اپنے عروج پر پہنچ گیا جس سے نہ صرف مسلمانوں کی دنیا کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے بلکہ ایک بہت بڑی جماعت اور اسکی مختلف شاخوں کی آخرت بھی برباد ہو رہی ہے۔

ہم ذیل میں مجدّدِ اعظم امام بریلوی قدس سرہٗ کے ایک تاریخی خط کی نقل پیش کر رہے ہیں جو آپ نے آج سے تقریباً ستاسٹھ سال قبل ۱۳۲۹ھ میں مولوی اشرف علی تھانوی کو لکھا تھا اور جو رسالہ "دافع الفساد عن مراد آباد" میں چھپ چکا تھا۔

نقل

معاوضۂ عالیہ امام بریلوی قدس سرہٗ

بنام

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ فقیر بارگاہِ عزیز قدیر عز جلالہٗ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے اب حسبِ معاہدہ قرارداد مراد آباد پھر محرک ہے کہ آپ سوالات و مواخذاتِ حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں۔ میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنا دیں اور وہی دستخطی پرچہ اسی وقت فریقین مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کر بدلنے کی گنجائش نہ رہے۔ معاہدہ میں ۷ ۲ صفر مناظرہ کے لیے مقرر

ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی۔ گیارہ روز کی مہلت کافی ہے وہاں بات ہی کتنی ہے۔ اسی قدر کہ یہ کلمات شانِ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں ؟

یہ بعونہٖ تعالیٰ دو منٹ میں اہلِ ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے لہذا فقیر اس عظیم ذوالعرش کی قدرت و رحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ صفر روز جان افروز دوشنبہ اس کے لیے مقرر کرتا ہے آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہری و دستخطی روانہ کریں اور ۲۷ صفر کی صبح مرادآباد میں ہوں ..... اور آپ بالذات اس امراہم واعظم دین کو طے کر لیں۔ اپنے دل کی آپ جیسے بتا سکیں گے وکیل کیا بتائے گا۔ عاقل بالغ مستطیع غیر معذرہ کی توکیل کیوں منظور ہو ؟ معہذا یہ معاملہ کفر و اسلام کا ہے، کفر و اسلام میں وکالت کیسی ؟

اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے اور وکیل کا سہارا ڈھونڈیے، تو یہی لکھ دیجئے۔ اتنا تو حسبِ معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے۔ اس کا تمام ساختہ و برواختہ قبول سکوت، نکول، عدول سب آپ کا ہے، اور اس قدر اور بھی ضرور لکھنا ہوگا کہ اگر بعونِ العزیز المقتدر عز وجلالہ آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساکت یا فار ہوا تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ توبہ میں وکالت ناممکن ہے اور اعلانیہ کی توبہ اعلانیہ لازم ہے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھیں جائیں گے۔ پھر آپ خود ہی دفعہ اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں ؟ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بنانے دوسرا آئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ آپ برسوں سے ساکت اور آپ کے حواری رفع خجلت کی سعی بے حاصل کرتے ہیں۔ ہر بار ایک ہی طرح کے جواب ہوتے ہیں آخر تا بہ کے ؟ یہ اخیر دعوت ہے۔ اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرضِ ہدایت ادا کر چکا۔ آئندہ کسی

کے غوغہ پر التفات نہ ہوگا، منوا دینا میرا کام نہیں، اللہ عزّوجل کی قدرت میں ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیّدنا ومولانا محمّد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ ربّ العالمین ۰

مُہر

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ
۱۵ر صفر المظفر روز چہار شنبہ ۱۳۲۹ھ

مآل یہی ہوا کہ اکابر دیوبند گھبراتے رہے۔ خجالت و شرمندگی نبھاتے رہے رجوع واتحاد سے گریز کیا اور ایک بہت بڑا فتنہ باقی رہ گیا۔

اتباعِ شریعت

''ہمارے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی کسوٹی تھی اتباع شریعت اور حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ انہیں خانقاہ برکاتیہ اس کسوٹی پر خوب جچی اس لئے کسب فیض کے لئے پاپیادہ حاضر ہو گئے اور ایک ہی ملاقات میں اپنے مرشد برحق خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول قدس سرہٗ سے وہ کچھ پالیا جس کے بعد وہ مجدد دین وملت اور امام عصر کے منصب پر فائز ہو گئے۔ ہمارے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے پیرخانہ میں علم کی دولت نظر آئی جس کے بعد اتباعِ شریعت کا اہتمام کسی طرح ممکن نہیں......''

پروفیسر سید جمال الدین اسلم مارہروی

(اہلسنت کی آواز، مارہرہ مطہرہ، اکتوبر 1997، ص 2)

علم و دانش کا سمندر

''امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ عالم اسلام کے عظیم ''دانائے راز'' تھے۔
ان کی مومنانہ فراست و بصیرت اپنے زمانہ سے آگے دیکھتی تھی...... انہوں نے جو کچھ کہا مستقبل نے تصدیق کی...... وہ کون تھے؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے...... ہم نے آج تک ان کو نہ جانا نہ پہچانا...... بائیس سال مسلسل مطالعے کے بعد یہ راز کھلا کہ ''وہ علم و دانش کا ایک سمندر تھے''...... ہم ابھی تک اس سمندر کے ساحل تک بھی نہ پہنچ سکے۔

امام احمد رضا کی شخصیت وفکر پر جو پردے پڑے ہوئے تھے، ان کو اُٹھانے کے لئے راقم نے ۱۹۷۰ء سے امام احمد رضا کو موضوع تحقیق بنا دیا اور امام احمد رضا کی تلاش میں چل پڑا...... اب تک چل رہا ہوں، پانے کی جستجو میں لگا ہوا ہوں...... ایک منزل آتے ہی دوسری منزل نظر آنے لگتی ہے...... شوق قلم کا رفیق سفر ہے، رواں دواں رکھتا ہے...... اب تک نہ معلوم کتنی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور کتنے مقالے قلم بند کیے جا چکے ہیں، مگر قلم کا سفر ہنوز جاری وساری ہے، اور نہ معلوم کب تک جاری رہے......''

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(آئینہ رضویات، ج ۴، ص ۲۲، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۴ء)

Scanned by CamScanner